علی محسن صدیقی

عرب قبل الاسلام کے سیاسی حالات

گذشتہ سے پیوستہ

سرزمینِ عرب سامی اقوام کا گہوارہ ہے، ان اقوام نے اس خطہ میں آنکھ کھولی، یہیں نشوونما پائی۔ اور جب ان کی تعداد بڑھی تو انھوں نے یہاں سے نقل مکانی کر کے ایشیا و افریقہ کے زرخیز دریائی میدانوں میں اپنی بستیاں بسائیں اور متمدن حکومتیں قائم کیں۔ زمانہ ماقبل تاریخ سے سامی اقوام اپنے اس وطن اصلی سے کرتی رہیں[13]۔ زمانہ تاریخ میں فنیقی، جو ایک تاجر قوم تھی، عرب سے نکلے، دنیا کی تجارتی شاہراہوں پر قابض ہوئی اور یونانیوں کے پیش رو کی حیثیت سے اس نے بڑی شہرت حاصل کی[14]۔

عرب کے باشندوں کو علمائے انساب نے تین طبقوں یا نسلی گروہوں میں تقسیم کیا ہے[15]۔

۱۔ عرب بائدہ (جن کی نسلیں ظہور اسلام کے وقت ختم ہو چکی تھیں یا اپنی انفرادیت کھو بیٹھی تھیں)۔

۳۔ عرب عاربہ یا آل قحطان

۳۔ عرب مستوبہ یا آل اسماعیلؑ

عرب بائدہ میں سے عاد، ثمود، طسم، جدیس، جرہم اولیٰ اور عمالقہ نے نہ صرف یہ کہ عرب

۱۳؎ Encyclopaedia Britanica Vol II Page 177

۱۴؎ Ibid Vol XVII PP 765-771

۱۵؎ الملک المؤید عماد الدین اسمٰعیل ابو الفداء حموی۔ المختصر فی اخبار البشر مطبوعہ حسینیہ مصر ۱۳۲۵ھ۔ ج ۱ ص ۹۹

میں اپنی حکومتیں قائم کیں[16] بلکہ ان عادوں کی حکومتیں عراق و مصر میں بھی قائم ہوئیں[17]۔

عرب عاربہ نے جنوبی یمن میں اپنی حکومتیں قائم کیں ان میں آلِ سبا کی حکومت سب سے طاقت ور تھی۔ جس نے نہ صرف تمام عرب پر حکومت کی بلکہ بحر احمر کے دوسرے ساحل پر بھی اپنا تسلط قائم کیا اور حبشہ میں اپنی نو آبادی بسائی۔ آلِ سبا کے زوال کے بعد یمن میں اسی خاندان کی دوسری سلطنت بنو حمیر کے نام سے قائم ہوئی جن کے حکمرانوں کو تبع کہتے ہیں جس کی جمع تبابعہ ہے یمن میں ان تبابعہ کی حکومت چھٹی صدی عیسوی کے ربع اوّل تک قائم رہی۔ ان کے آخری حکمراں تبع ذو نواس کا ٥٢٥ء میں خاتمہ کر کے اہل حبش نے یمن پر قبضہ کر لیا یمن کے ان حمیری حکمرانوں کا نظام حکومت خاصا ترقی یافتہ تھا بادشاہ کے بعد آٹھ افراد کا ایک بورڈ ہوتا تھا جو شاہی خاندان کے شاہزادوں پر مشتمل ہوتا تھا اور جسے المثامنہ کہتے تھے۔ جب بادشاہ لاولد مرتا تو انھیں المثامنہ میں سے ایک کا انتخاب بادشاہ کے ہوتا اور اس کی خالی نشست پر اقیال (قیل کی جمع) میں سے ایک شخص کو لیا جاتا اور قیل کی جو جگہ خالی ہوتی اس پر اہل البیت میں سے ایک شخص مقرر کیا جاتا تھا۔ اقیال کی تعداد اسّی ہوتی تھی اور اہل البیت لاتعداد ہوتے تھے[18]۔

یمن پر اہلِ حبش کا تسلط یمن کی قحطانی حکومت کا حبش پر ایک عرصے تک قبضہ رہا تھا مگر جب ان کی قوت کمزور پڑھ گئی تو اہل حبش کمزور ہو گئے اور انھوں نے اپنی مستقل حکومت قائم کر لی۔ اس کے بعد یمن اور حبشہ کی حکومتوں کے درمیان بحر احمر پر تسلط کے لئے رسّہ کشی کا آغاز ہوا۔ اسی زمانے میں رومیوں نے مصر، حبش اور ہندوستان کے تجارتی راستوں پر قدم جمانا شروع کر دیا یہ بات

---

[16] عرب بائدہ میں سے عاد نے حضرموت میں ثمود نے حجاز میں، طسم و جدیس نے یمامہ میں متمدن سلطنتیں بنائیں (ارض القرآن ج ١ ص ١٣١ و مابعدہا)

[17] عراق میں جو حکومت عرب بائدہ میں قائم ہوئی وہ نہایت شاندار تھی چنانچہ دنیائے قدیم کا عظیم مقنن حمورابی بھی ان میں سے تعلق رکھتا تھا۔ اسی طرح مصر میں عمالقہ کی حکومت قائم ہوئی اور یہ ہائیکسوس (چرواہے بادشاہ) کے نام سے تاریخ قدیم مصر میں مشہور ہیں۔ (ارض القرآن، ج ١ ص ١٤٣، ١٤٤ و ١٠٥)

[18] عبد الملک ابن ہشام، السیرۃ النبویۃ، ج ١ ص ١٩، ٣٧، مطبوعہ مصطفےٰ البابی الحلبی مصر ١٣٥٥ھ و محمد بن جریر طبری، تاریخ الرسل والملوک، ج ٢ ص ١٠٥، ١٢٣ مطبوعہ دار المعارف مصر ١٩٦١ء والو علی مرزوقی، الازمنہ والامکنہ ج ٢، ص ١٥٢ مطبوعہ دائرہ المعارف حیدرآباد دکن ١٣٣٢ھ۔

حکمرانوں کو پسند نہ تھی - اور وہ رومی کاروانِ تجارت کا راستہ روکنے لگے - ایرانیوں کو بھی رومیوں کے خلیج فارس میں بڑھتے ہوئے اثر و نفوذ سے تشویش تھی اسی لئے یمن کے بو حمیر کی رضامندی سے انھوں نے خلیج فارس میں ایک فوج متعین کر دی جس نے رومیوں کی ناکہ بندی کر دی - اسی زمانے میں اہلِ حبش نے عیسائیت قبول کر لی اور رومیوں کی مدد سے اہلِ یمن سے نبرد آزمائی کرنے لگے اِسی طرح بحر احمر اور خلیج فارس کی آبی شاہراہوں پر قبضے کی غرض سے جو جنگ دو چاری تھی - اس کے دو فریق ہو گئے ایک رومی اور ان کے ہم مذہب اہل حبش اور دوسرے یمنی اور ان کے حلیف ایرانی، ان مناقشات نے اس وقت نہایت خطرناک صورت اختیار کر لی، جب یمن کے ان تبابعہ (حکمرانوں) نے جو یہودی مذہب اختیار کر چکے تھے، اپنے حدود مملکت نجران میں عیسائیت کے خلاف سخت اقدام کیا - اس تشدد میں جو نجران کے عیسائیوں پر کیا گیا - مذہبی عداوت کے علاوہ سیاسی اسباب بھی کارفرما تھے یمنی حکمرانوں کو اندیشہ تھا کہ ان کے ملک میں عیسائیت کے فروغ سے اہل حبش و روم کے نفوذ کے لئے ایک مرکز بنتا جا رہا ہے اور نجران کے عیسائی اِن کے خلاف ان کے دشمنوں سے مل کر سازشیں کر رہے ہیں - چنانچہ تبع ذو نواس نے نجران پر حملہ کر کے وہاں کے نصرانیوں کو یہودیت اختیار کرنے پر مجبور کیا اور ان کے انکار کی صورت میں آگ کے بڑے بڑے الاؤ میں جو گڑھے کھود کر تیار کئے گئے انھیں جلوا دیا[۹] حب ۳۱ واقعۂ ہائلہ کی خبر قیصر روم کو ہوئی تو اس نے حبش کے بادشاہ کو اقدام کرنے کا حکم دیا - اہلِ حبش کی ایک فوج ارباط نامی سردار کی قیادت میں یمن کے ساحل پر اتری یمن کے بادشاہ تبع ذو نواس نے مقابلہ کیا مگر شکست کھائی اور سمندر میں ڈوب کر جان دیدی اس طرح یمن کی حمیری حکومت کا خاتمہ ہو گیا - اس کے بعد کی یمنی حکومت غیر ملکی احتلال و تسلط کی داستان ہے۔

اہلِ حبش نے یمن پر چوہتر[۷۴] سال تک حکومت کی اور اس مدت میں چار افراد برسرِ اقتدار آئے جن کی تفصیل یہ ہے :

---

[۹] عزالدین علی ابن اثیر جزری، الکامل فی التاریخ ج ۲، ص ۲۵۲ و ۲۵۳، مطبوعہ ادارۃ الطباعۃ المنیریہ دمشق ۱۳۴۸ھ - قرآن حکیم کی سورۃ البروج آیات ۴ تا ۸ میں بھی اس واقعہ کا تذکرہ اور تبع یمن جسے اصحاب الاخدود (کھائی والے گڑھے) کہا گیا ہے کے قتل اور آل حمیر کے زوال کا ذکر ہے -

۱: ارباط :- مدت حکومت بیس سال از ۵۲۰ء تا ۵۴۷ء
۲: ابرھہ :- مدت حکومت تئیس سال از ۵۴۷ء تا ۵۷۰ء
۳: یکسوم بن ابرھہ :- مدت حکومت انیس سال از ۵۷۰ء تا ۵۸۹ء
۴: مسروق بن ابرھہ :- مدت حکومت بارہ سال از ۵۸۹ء تا ۶۰۱ء

ارباط جو یمن کا پہلا حبشی گورنر تھا نجاشی شاہ حبشہ کا مقرر کردہ تھا مگر اس کے فوج کے ایک سردار ابرہہ نے اس کے خلاف سازش کر کے اسے قتل کر دیا اور خود حاکم بن بیٹھا۔ ابتداء میں نجاشی نے اس کے تقرر کی منظوری دینے سے انکار کر دیا۔ مگر بعد میں مصلحت وقت کے تقاضا سے اس کے تقرر کی تصدیق کر دی۔

اہل حبش نے یمن میں عیسائیت کی تبلیغ کا بیڑہ اٹھایا اور قبائل عرب کو ترغیب وترہیب سے اس دین کی جانب مائل کیا۔ اس مقصد سے یمن کے دارالحکومت صنعاء میں ایک گرجا (القلیس) تعمیر کیا اور لوگوں کو اس کے حج اور طواف کی دعوت دی تاکہ کعبہ کی مرکزی حیثیت ختم ہو جائے اور عیسائیت کی راہ کا یہ سنگ گراں ہٹ جائے۔ مگر یمن کے حبشی حکمرانوں کو اس مقصد میں کامیابی نہ ہوئی، کعبہ کے ساتھ عربوں کی عقیدت میں کوئی کمی نہ ہوئی اور نہ صنعاء کے اس گرجا کی عربوں نے توہین کی اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ ابرہہ ایک فوج گراں کے ساتھ کعبہ کو ڈھانے کی غرض سے مکہ کی طرف چل کھڑا ہوا اس کی فوج کے ساتھ ہاتھی بھی تھے۔ اس لئے اس لشکر کو اصحاب الفیل (ہاتھی والے) کہا گیا اور جس سال یہ فوج آئی اسے عام الفیل (ہاتھی کا سال) کے نام سے پکارا گیا۔ اس لشکر جرار کے مقابلے کی سکت عرب کے منتشر قبائل میں نہ تھی۔ اس لئے وہ مقابلے کی غرض سے بڑھتے اور شکست کھا کر پیچھے ہٹتے رہے اور ابرہہ کی فوجوں نے اپنی منزل پر پہنچ کر شہر حرام کے قریب پڑاؤ کیا۔ اللہ نے اپنے گھر کی حفاظت کا یہ بندوبست کیا کہ سمندر کے ساحلوں سے پرندوں کے جھنڈ کے جھنڈ آئے انھوں نے ابرہہ کی فوج پر کنکریاں برسائیں جس سے پوری فوج تباہ ہو گئی ابرہہ کو مجبوراً محاصرہ اٹھا کر پسپا ہونا پڑا، اور وہ راستے میں ہلاک ہو گیا۔ فوج کی کمان اس کے بیٹے یکسوم نے سنبھالی اور بچے کچھے لشکر کو یمن لے گیا۔ کہا جاتا ہے کہ اس زمانے میں عرب میں پہلی بار چیچک کی وبا پھیلی اور غالباً ابرہہ کی فوج کی تباہی اسی عذاب الٰہی کا نتیجہ

تھی۔[۲۰]

اہل یمن کو اہل حبش کی حکومت سے طبعاً نفرت تھی۔ اس نفرت کا سبب مذہبی تھا اور قومی بھی۔ چنانچہ وہ نچلے نہ بیٹھے اور انھوں نے اپنے دشمنوں کے خلاف جدوجہد جاری رکھی۔ ایک حمیری شہزادے سیف بن ذی یزن نے ایرانیوں سے مدد طلب کی۔ شہنشاہ ایران نے ایک فوج بسرکردگی وہ رز (غالباً بہہ روز) روانہ کی۔ جس نے حبشیوں کو شکست دے کر سیف بن ذی یزن کو یمن کے تخت بٹھا دیا۔ سیف نے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ حکومت کے کاروبار کچھ اچھی طرح نہ چلائے اور انہیں اہل حبش کو جن سے حکومت چھینی تھی اپنے معتمدوں میں شامل کر لیا۔ ان لوگوں نے موقع پاکر اسے دھوکے سے قتل کر دیا اور یوں یمن سے تبابعہ حمیر کی حکومت کا ہمیشہ کے لئے خاتمہ ہو گیا۔[۲۱]

یمن پر ایرانیوں کا تسلط سیف بن ذی یزن کے خاتمہ کے بعد ایرانیوں نے یمن کو اپنی سلطنت کا ایک صوبہ بنا لیا اور اس پر براہ راست حکومت کرنی شروع کی۔ یمن ظہور اسلام تک اہل ایران کے قبضے میں رہا اور اس ایرانی گورنر حکومت کرتے رہے۔ یمن کا پہلا ایرانی گورنر وہی وہرز (یا بہہ روز) تھا جو سیف کے ساتھ ایرانی افواج کا کماندار مقرر ہو کر آیا تھا۔ اس کے بعد اس کا بیٹا مرزبان گورنر ہوا۔ بعد ازاں اس کا بیٹا بینجان اور پھر اس کا بیٹا خرخسرو یمن کی گورنری کے عہدے پر فائز ہوئے۔ اس سے کسریٰ ناراض ہوا اور اسے معزول کر کے واپس بلا لیا۔ اس کی جگہ پر باذان کو منصب گورنری تفویض ہوا۔ باذان نے اسلام قبول کیا اور ان کی وفات کے ساتھ یمن سے ایرانی تسلط کا خاتمہ ہو گیا اور اسلام کا اقتدار قائم ہو گیا۔ جو ایرانی یمن میں رہ گئے تھے وہ ابناء الملوک یعنی بادشاہ زادے کہلائے۔ یہی لفظ مختصر ہو کر صرف ابنا رہ گیا۔ ان لوگوں نے مقامی آبادی میں شادی بیاہ کر لیا اور ملک کی عام آبادی میں اس طور سے شامل ہو گئے کہ عرب و عجم کی تفریق باقی نہ رہی۔ ابناء کی نسل نے ظہور اسلام کے بعد علم و فن کی دنیا میں بڑا نام پیدا کیا۔ عہد تابعین میں حضرات ہمام بن منبہ اور وہب بن منبہ جو حدیث و تفسیر کے آئمہ میں شمار ہوتے ہیں انہیں ابناء کی نسل سے تھے۔[۲۲]

---

[۲۰] الکامل فی التاریخ ۱: ۲۵۲ و ۲۵۲ و نیز ۲۶۰: ۲۶۳ (ملخصاً) والسیرۃ النبویہ ۱: ۷، والقرآن سورۂ فیل۔

[۲۱] عبدالرحمٰن بن خلدون، العبر و دیوان المبتداء والخبر، ج ۲ ص ۶۳ و ۶۴، مطبوعہ بولاق مصر ۱۲۸۴ھ والکامل فی التاریخ ۱: ۳۶۳ - ۳۶۵ [۲۲] السیرۃ النبویہ ۱: ۷۱ و تاریخ الرسل والملوک ۲: ۱۴۸۔

یمن کے علاوہ بحرین، عمان اور یمامہ پر بھی اہل ایران کی حکومت قائم تھی۔ بحرین پر ایرانیوں کی نیابت میں حیرہ کے عجمی سردار حکومت کرتے تھے ان علاقوں پر عجمیوں کو شکست دے کر کچھ عرصہ تک کندہ کے رؤساء نے بھی حکومت کی ہے مگر آخر میں انہیں شکست ہوئی اور بحرین و یمامہ پر پھر عجمیوں کی بالادستی قائم ہوگئی [۲۳]

قبائل معد کا استقلال

شمالی عرب میں بالعموم آل عدنان آباد تھے، کثرت تعداد، بدویانہ قوت و شجاعت اور محل و توسع کے لحاظ سے انہیں خاص اہمیت حاصل تھی۔ مگر ان کی آپس کی نااتفاقیوں کی وجہ سے اہل یمن کے قحطانی قبائل حکمران تھے۔ وسطی عرب (حجاز و نجد) میں آباد عرب قبائل جن کا معزز ربیعہ کی نسلوں سے تعلق تھا۔ یمنیوں کی سیادت تسلیم کرتے تھے، بالخصوص قبائل ربیعہ ان کے باج گزار تھے۔ آل حمیر نے عدنانی قبائل پر اپنا آخری نائب زہیر بن جناب کلبی کو مقرر کیا جو اپنی دانائی کے سبب کاہن کہلاتا تھا۔ اس کے قبائل ربیعہ پر تشدد شروع کیا۔ یہ قبائل چراگاہوں، چشموں اور دوسرے عام منفعت کے مقامات کے استعمال کے عوض تبع یمن کے مقرر کردہ نائب کو خراج اور پیش کش کی رقوم ادا کرتے تھے۔ ایک دفعہ قبائل ربیعہ قحط سال کی وجہ سے خراج کو رقوم بروقت ادا نہ کر سکے۔ جس پر زہیر بن جناب کلبی نے ان پر سختی کی۔ مجبوراً ان قبائل نے زہیر کو جان سے مار ڈالنے کی سازش کی، مگر یہ سازش کامیاب نہ ہوئی۔ جس سے زہیر کی سختیوں میں اضافہ ہوگیا۔ اس نے انھیں قتل کرنا اور ان کی بستیوں کو لوٹنا شروع کر دیا۔ ان حالات سے مجبور ہو کر ان قبائل نے ربیعہ بن وائل کو اپنا سردار بنایا اس زہیر کے خلاف جنگوں کا سلسلہ شروع کر دیا۔ اس جنگ کا دائرہ ابتداء میں صرف ربیعہ کے قبائل تک محدود تھا مگر جب ان کا سردار کلیب بن ربیعہ بن وائل ہوا تو اس نے عمومیت اختیار کر لی اور تمام قبائل معد (نضر، ربیعہ، ایاد و انمار) باہم متحد ہوگئے اور انہوں نے اہل یمن کو معرکۂ خزاز میں عبرت ناک شکست دے کر اپنی مستقل حیثیت قائم کر لی [۲۴]

مگر قبائل معد کا آل حمیر کی حکومت سے نکل جانا خود ان کے حق میں مفید ثابت نہ ہوا

---

[۲۳] تاریخ الرسل والملوک ۲: ۱۴۹ و Encyclopaedia Britannica Volume II, Page 178

[۲۴] الکامل فی التاریخ ۱: ۳۰۰، ۳۱۰ و ۳۱۱ (ملخصاً)

ان قبائل میں ضبط و نظم کا فقدان تھا اور کوئی ایسی مرکزی طاقت موجود نہ تھی جو ان کو متحد رکھ سکتی اس لئے جلد ہی ان کا اتحاد پارہ پارہ ہوگیا اور انھوں نے آپس میں لڑنا شروع کر دیا۔ قبائل کی ان خانہ جنگیوں کو ایام العرب کے نام سے پکارا جاتا ہے۔ اگرچہ ان ایام میں بعض ایسے بھی ہیں جب ان عدنانی عربوں نے قحطانیوں سے نبرد آزمائی مگر اکثر ایام انہیں عدنانی عربوں کی باہمی چپقلش کا نتیجہ ہیں۔ ان خانہ جنگیوں کے علاوہ مالی منفعت اور سیاسی حمایت کی لالچ میں یہ قبائل کبھی رومیوں کے باج گزار اور بصری کے غسانی حکمرانوں اور کبھی ایرانیوں کے ماتحت حیرہ کے لخمی سرداروں کی جانب مائل ہو جاتے تھے۔ اسی طور سے ان درباروں سے انھیں انعامات کی رقمیں ملتیں اور اُن کے باہمی تنازعات میں یہ رو ساء ثالث کے فرائض انجام دیتے تھے۔ مختصر یہ کہ عدنانی قبائل تنظیم واتحاد کے فقدان کی وجہ سے کسی خاص سیاسی قوت کے مالک نہ تھے۔ [۲۵]

ایام عرب عربوں کی ان قبائلی جنگوں کا سلسلہ جنھیں ایام عرب کہتے ہیں ظہور اسلام کے وقت تک جاری رہا۔ یہ ایام اس لئے پیش آئے کہ کسی قبیلے کے ایک فرد کو قتل کر دیا گیا تھا اور فریق ثانی نے اس کا بدلہ لینے کی کوشش کی یا کسی کے حلیف یا معاہد کو جانی یا مالی نقصان پہنچا تھا اور اس کی تلافی کی غرض سے لڑائیاں ہوئیں یا صرف لوٹ مار کے لئے یہ خانہ جنگیاں ہوئی ان ایام میں سے چند مشہور جنگوں کا ذکر کیا جاتا ہے۔

۱۔ **یوم بیضاء**:۔ یہ سب سے قدیم جنگ ہے جو عدنانی اور قحطانی قبائل کے درمیان چوتھی صدی عیسوی کے وسط میں لڑی گئی۔ اس جنگ کا سبب یہ تھا کہ یمن کا قبیلہ مذحج اپنے وطن سے نکل کر تلاش معاش میں تہامہ آیا اور یہیں رہ پڑا۔ تہامہ قبائل معد کا مسکن تھا اس لئے بنو مذحج کا قیام انھیں ناگوار گزرا۔ انھوں نے ان سے چھیڑ چھاڑ شروع کی اور آخر کار نوبت جنگ تک پہنچی۔ قبائل معد نے بنی عدنان کے سردار عامر بن ضرب کی سرکردگی میں مذحج سے بیضاء کے مقام پر جنگ کی گھمسان کا رن پڑا جس میں مذحج کو زبردست شکست ہوئی۔ [۲۶]

---

[۲۵] جرجی زیدان، العرب قبل الاسلام، ص ۲۴۰ مطبوعہ دار الہلال مصر (طبع جدید) بتعلیق ڈاکٹر حسین مونس

[۲۶] الکامل فی التاریخ ۱/۲۹۵

۲- **یوم خزاز**:- قبائل معد نے کلیب بن ربیعہ کی سرکردگی میں خزاز کے مقام پر اہل یمن کو جن کی قیادت زہیر بن جناب کلبی کر رہا تھا۔ شکست دے کر سرزمین عرب میں اپنی خود مختار حیثیت بحال کی۔[۲۷]

۳:- **یوم صعقہ یا یوم مشقر**:- ساتویں صدی عیسوی کے اوائل میں مصری قبیلہ بنو تمیم کے یمن سے ایران جانے والے اس سامان کو لوٹ لیا جو شہنشاہ ایران کے لئے اس کے یمنی عامل نے بھیجا تھا ایرانی حکومت بنو تمیم کو اس جرم کی سزا دینا چاہتی تھی۔ مگر اندرون عرب اس کا حکم نہ چلتا تھا اس لئے سزا دہی کے لئے ایک حیلہ تلاش کیا گیا۔ ایرانیوں نے ہجر کے علاقے میں بنو ربیعہ کے قبیلے بنو حنیفہ کے رئیس ہوزہ بن علی کو ایک جاگیر دے رکھی تھی اس سے بنو تمیم کے خلاف کام لینے کی سوچی گئی اور اس مقصد کے تحت ایک سردار مکعبر کو دربار ایران سے ہوزہ کے پاس بھیجا گیا بدقسمتی سے اس زمانے میں بنو تمیم قحط سالی سے سخت مصیبت میں مبتلا تھے بنو حنیفہ کے سردار ہوزہ بن علی نے انھیں ایرانیوں کے اشارے پر دعوت کے بہانے ہجر بلایا۔ جب یہ لوگ ہجر آئے تو انھیں دعوت کی غرض سے قلعہ میں لے جایا گیا۔ جب سب اندر جا چکے تو قلعہ کا دروازہ بند کر کے سب کو قتل کرا دیا گیا۔ جس زمانے میں یہ واقعہ پیش آیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہو چکے تھے مگر ابھی آپ نے مکہ سے مدینہ کی جانب ہجرت نہ فرمائی تھی۔[۲۸]

۴- **حرب بسوس**:- بنو تغلب بن وائل کے سردار کلیب بن ربیعہ نے یوم خزاز میں یمنیوں کو شکست دینے کے بعد آمرانہ روش اختیار کی۔ اور اس حد تک مغرور ہو گیا کہ خود اپنے ہی ہم قوموں کو اپنا ہم پلہ نہ سمجھنے لگا۔ وہ بارانی تالابوں کو اپنے قبضے میں کر کے ان کے پانی سے استفادے کا حق اپنے لئے مخصوص کر لیتا، چراگاہوں کو اپنے جانوروں کے لئے خاص کر لیتا، جن گھاٹوں سے وہ اپنے مویشیوں کو پانی پلاتا دوسروں کو اس کی اجازت نہ ہوتی کہ وہ وہاں اپنے مویشی پانی پلانے کی غرض سے لائیں، اسی طرح وہ یہ اعلان بھی کر دیتا کہ فلاں فلاں مقامات کے جنگلی جانور میری پناہ میں ہیں کوئی انہیں شکار نہ کرے، میرے لئے مخصوص چراگاہوں میں کسی کے اونٹ نہ چریں، میری آن کے مقابل کوئی اور

---

۲۷ المختصر فی اخبار البشر ۱: ۵۹ ۲۸ الکامل فی التاریخ ۱: ۲۷۵، ۲۷۶-۲۷۸، ۳۷۹ (ملخصاً)

آگ جلانے کی جرأت نہ کرے۔ غرض کوئی شخص اس کا ہمسر و مد مقابل نہیں ہے ایک بار ایسا ہوا کہ کلیب کے سالے جساس بن مرہ کی خالہ بسوس کے ہاں بنو جرم کا ایک شخص مہمان ہو کر آیا اس مہمان کی اونٹنی جس کا نام سراب تھا، چرتے چرتے چراگاہ کے اس حصے میں چلی گئی، جسے کلیب نے اپنے لئے مخصوص کر رکھا تھا، اور کلیب کے اونٹوں کے ساتھ چرنے لگی۔ قضارا کلیب کا ادھر سے گزر ہوا اس نے جو ایک اجنبی اونٹنی کو اپنے اونٹوں کے ساتھ چرتے دیکھا تو اسے اپنی ذلت پر محمول کیا، غصہ سے بے تاب ہو کر ایسا تیر جوڑ کر چلایا کہ اونٹنی کا تھن زخمی ہو گیا اور وہ چیختی چلاتی اپنے مالک کے پاس پہنچی، مالک نے یہ دیکھا تو خود بھی چلانے لگا، اس کی یہ حالت دیکھ کر اس کی میزبان بسوس نے بھی ذلت کے احساس سے چلانا شروع کیا اور وہ بار بار کہتی کہ ہائے کتنی بڑی ذلت ہے کیسی رسوائی ہے اور کس قدر توہین ہے۔ جساس کو اپنی خالہ کی اس توہین کا حال معلوم ہوا تو اس نے کلیب سے بدلہ لینے کی ٹھان لی اور ایک دن موقع پا کر اسے قتل کر دیا۔ کلیب جیسے نامی سردار کا قتل بنو وائل کے لئے بڑا ہنگامہ پرور ہوا اور اس کے دو قبیلے بنو تغلب جس سے کلیب کا تعلق تھا اور بنو بکر جس سے جساس کو نسبت تھا باہم دست بہ گریباں ہوگئے۔ کلیب کے بھائی مہلہل نے جسے قدیم علمائے ادبیات عربی شاعری کا باوا آدم سمجھتے ہیں اور جس کی زندگی کلیب کے زمانہ حیات میں شاہد و مئے و نغمہ سے عبارت تھی، ایک ایسے جنگ جو سردار کا روپ دھار لیا جو بقیہ عمر میدان جنگ میں رہا اس نے بھائی کا انتقام لینے کی غرض سے بنو تغلب کو منظم کر کے بنو بکر پر پے در پے چھاپے مارنے شروع کر دیئے اور خود بھی انھیں جھڑپوں میں جان سے ہاتھ دھو بیٹھا۔ یہ لڑائیاں قریب قریب چالیس سال تک جاری رہیں۔ فریقین کے اہل ادعاء انہیں لڑائیوں میں کام آئے اور جب ایک نئی نسل پیدا ہوئی تو ان میں صلح ہوئی۔[۲۹]

(جاری ہے)

---

۲۹ المختصر فی اخبار البشر ۱: ۷۷۔

دار المطالعہ قرآن اکیڈمی